www.novelsclubb.com
ماہِ نور
ناولز کلب
از قلم مناہل افضال
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

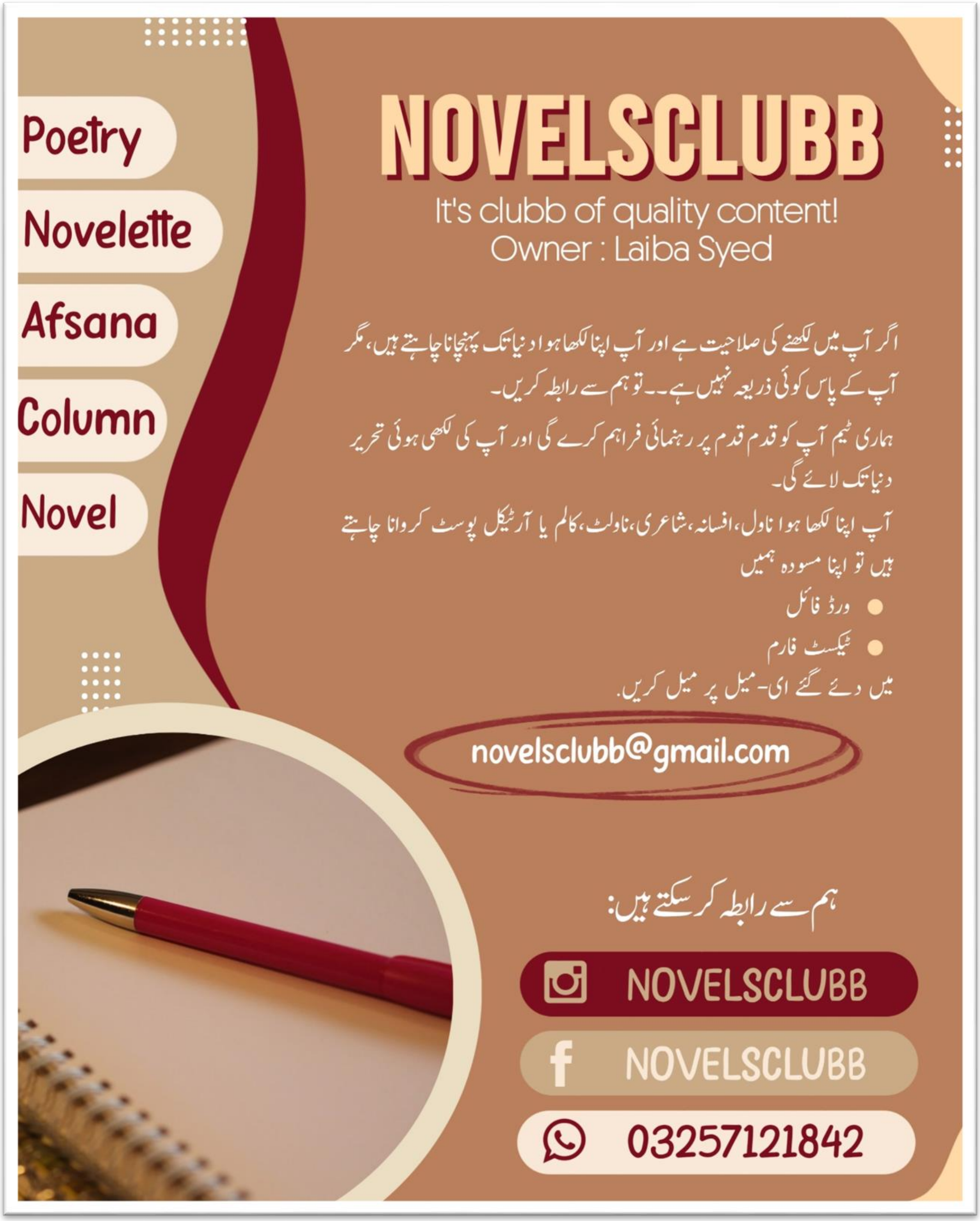

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ماہِ نور

از قلم

مناہل افضال

www.novelsclubb.com

خلاصہ

زندگی بعزاوقات انسان کے لیے کوئلوں پر چلنے کے مترادف ہوتی ہے۔

زندگی فیری ٹیلز کی کوئی کہانی نہیں ہے جس میں کوئی شہزادہ آکر شہزادی کو بچالیگا۔

یہ اصل زندگی ہے یہاں پر ہر انسان کو اپنی بقا کی جنگ خود لڑنی پڑتی ہے۔

www.novelsclubb.com

انتساب

یہ کہانی میری پہلی کہانی ہے جس کا حرف اللہ تعالیٰ کے نام۔

میں اس قابل نہیں تھی اگر اللہ تعالیٰ مجھ میں لکھنے کی صلاحیت نہ ڈالتے تو میں کبھی نہیں لکھ پاتی، یہ کہانی سجل سعید کے نام ہمیشہ تھی اور رہے گی اُنکے بہت سارے لفظوں نے مجھے بتایا کہ انسان چاہے تو بہت کچھ کر سکتا ہے۔۔یہ کہانی میری زینب کے نام جس نے ہر دن میری باتوں کو سنا اور میرے ساتھ رہی۔۔یہ کہانی میری علیزے اور میری پیاری ہادیہ کے نام۔اور آخر میں یہ کہانی اُسکی مصنفہ مناہل افضال کے نام۔

قسط۔ تیسری

ایک شہر

دو خاندان

دو منزلیں

دس کردار

www.novelsclubb.com

دھوکہ،فریب،انتقام

اور؟

موت اور

"کیا تم نے سنی ہے موت کے بعد کی خاموشی؟کیا محسوس کیا ہے تم نے کسی گناہ کے بعد کا گلٹ؟"

اگر میں کہوں کے کسی گناہ کے بعد کا گلٹ تمہیں نہ تو جینے کے قابل چھوڑتا ہے نہ مرنے کے تو تم یقین کرنا ایسا ہی ہوتا ہے۔

••••••••••••••••••••••••••

سترہ دسمبر:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دور حاضر میں آؤ تو تمہیں پتہ چلے کہ شہر اسلام آباد جو کہ پاکستان کا دارالحکومت ہے اور بے حد حسین پر امن دل کو بھلا لگنے والا پر سکون شہر ہے۔

لیکن آؤ میں تمہیں اس پر سکون شہر کے ایک ایسے پوش علاقے ای-۷

میں لیکر چلوں جہاں، جہاں تمہارا سامنا انسان کی شکل میں بھیڑیوں سے ہو گا۔

شہر کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو یہاں پر رہنے والے لوگ اسکو اچھا اور برا بناتے ہیں۔

•••••••••••••••••••••

ای-۷ میں بنا یہ شاندار بنگلہ جو کہ تین کنال کے وسیع رقبے پر بنا ہوا تھا جس کہ چاروں طرف ہریالی تھی، ڈل گولڈن اور ڈارک براؤن امتزاج کا مین گیٹ جس کے سائڈ میں تختی پر بڑا بڑا لکھا تھا "سلطان مینشن."

خوبصورت اور حسین سلطان مینشن

لیکن کیا اس مینشن کے مکین بھی اسکی طرح حسین ہیں؟

محلوں میں رہنے والا ہر فرد برا نہیں ہوتا لیکن یاد رکھیں انسان کی پہنچان اُسکے محل سے نہیں ہوتی، کوئی امیر ہے یا غریب اُسکی پہنچان اُسکا اخلاق کرواتا ہے اُسکی دولت نہیں۔

اس وقت سلطان مینشن کے باہر گہما گہمی تھی مختلف لوگ اس وقت مختلف چہما گوئیاں کر رہے تھے۔

ہم وقت تین موبائل فورسز بھی کھڑی تھیں۔

اندر گھر میں دیکھو تو عورتوں کے بین کرنے کی اونچی اونچی آوازیں آ رہی تھیں۔ایمبولینس میں سے اب کسی کو باہر نکالا جا رہا تھا۔

<u>کہتے ہیں کچھ لوگوں کی موت زندہ رہ جانے والوں کی زندگی کو قیامت سے بھی بدتر بنا دیتی ہے، مرنے والا مر جاتا ہے لیکن؟ لیکن پیچھے رہ جانے والے کا گلٹ اُسے نہ مرنے دیتا ہے اور نہ جینے کے قابل چھوڑتا ہے.</u>

<u>انسان کا گلٹ اُسکا آسیب ہے اُسے چاہیے کے وہ اس سے بچے.</u>

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بہت سارے واقعے ہماری زندگیوں میں ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم کبھی نہیں بھول سکتے نہ وہ ہماری مرضی سے ہماری زندگیوں میں ہوتے ہیں نہ وہ ہماری مرضی سے ہمارے ذہنوں سے نکلتے ہیں۔

پھر چاہے ہم روئیں پیٹیں، چلائیں یہ

خود کو ملامت کرتے کرتے تھک جائیں۔

••••••••••••••••••••

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟" فون کے اسپیکر سے سحر زدہ خوبصورت آواز ابھری تھی۔

"نہیں۔" کتنے طویل عرصے کے بعد اس نے یہ آواز سنی تھی؟ دنوں بعد؟ ہفتوں بعد؟ یہ؟ یہ سالوں بعد؟ اور اُسے احساس ہوا تھا کہ وہ آج بھی اس آواز پر اپنا آپ قربان کر سکتی تھی۔۔

"تو پھر جب میں کال کرتا ہوں تو تم فون کیوں نہیں اٹھاتیں؟"

ایک لمحے کے لیے اس نے سوچا تھا کہ وہ اُسے اصل وجہ بتائے کہ وہ اس کے یہاں سے چلے جانے پر ناراض ہے،اس کے موجود نہ ہونے پر اُسے رونا آتا ہے، صرف وہی تو اُسکا دوست تھا۔

یا پھر وہ اُسے بتائے کہ اسکو ڈر ہے کہ کہیں کوئی اور لڑکی اُسکی دوست نہ بن جائے۔

"کیا ہوا ہے نورے تم جواب کیوں نہیں دے رہیں؟؟" حنان الجھا تھا وہ اتنی گہری سوچ میں کیوں ڈوبی ہوئی تھی؟

"آہاں- نہیں، نہیں، وہ تو بس میں مصروف ہوتی ہوں اس لیے کال کا پتہ ہی نہیں چلتا۔" بہت ہی کوئی بھونڈا جواب تھا۔

"ہاہاہا، میری پیاری سی دوست کو ایسے کون سے کام ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اس کو کال اُٹھانے کی ہی فرصت ہی نہیں ملتی؟"

حنان کے قہقہے نے ماہ کو کنفیوز کیا تھا۔۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں میں واقعی مصروف ہوتی ہوں۔اور آپ، آپ کو میری بات پر یقین نہیں تو مجھ سے بات کیوں کر رہے ہیں؟"

بات کچھ بھی نہیں تھی لیکن پھر بھی پتہ نہیں کیوں حنان کے اس طرح پوچھنے پر اُسکی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ حالانکہ ان میں اس سے زیادہ مذاق ہوتا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں وہ اتنی سی بات پر دل برداشتہ کیسے ہو گئی تھی۔

"ریلیکس ماہِ نور۔اچھا آئے ایم سوری." حنان کو احساس ہوا تھا جیسے نُور ڈسٹرب ہو اور وہ مزید اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"اچھا سنو مجھے کچھ کہنا ہے۔"

سوری کرتے ہی اُسنے ٹاپک بدلا تھا۔

"کچھ بولو تو یوں سائلینٹ ٹریٹمینٹ تو نہ دو؟"

"میں سن رہی ہوں آپ بولیں؟"

www.novelsclubb.com

"Happiest 18th birthday my dear Nooray, you're a big girl now. And I am so proud of you for securing distinction in federal board my shining star".!!

وہ کینیڈا میں بیٹھے نو گھنٹے کے فرق کے باوجود اُسے پاکستانی ٹائم کے مطابق فکسڈ بارہ بجے برتھڈے وش کر رہا تھا اور انٹر فیڈرل بورڈ کے اگزیمز میں ٹاپ کرنے پر مبارک باد بھی دے رہا تھا۔

وہ جو اس بات پر افسردہ ہو رہی تھی کہ اُسکی برتھڈے کسی کو یاد نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی کو اُسکے رزلٹ کا بارے میں پتہ چلے گا وہ ساری غلط فہمی حنان کے لفظوں نے دور کر دی تھی۔

"آپ۔ کو کیسے پتہ؟" آنسوں پر قابو پاتے ہوئے وہ بس اتنا ہی پوچھ سکی "بتایا تو تھا کہ حنان سکندر کو ماہِ نُور سلطان کے بارے میں سب پتہ ہوتا ہے۔"

اتنے عام سے لہجے میں وہ اتنی گہری بات کیسے کر سکتا ہے؟؟

"آنسو صاف کر لو نورے ایسے رو گی تو مجھے تکلیف ہو گی۔"

ماہِ نُور کے دل کی دھڑکن ایک دم رکی تھی وہ سامنے نہیں تھا نہ اس نے اُسکے رونے کی آواز سنی تھی پھر؟ پھر کیسے؟

"تم اپنے آنسو مجھ سے نہیں چھپا سکتیں چاہے میرے سامنے ہو یہ مجھ سے دور۔"

••••••••••••••••••••••

لاہور:

پچھلے کئی دنوں سے مسلسل موسلا دھار بارشوں کا سلسلہ جاری تھا محکمہ موسمیات کا کہنا تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے بلا ضرورت باہر نہ نکلیں لیکن اس وقت جو خبر حنان کو ملی تھی وہ کسی عذاب سے کم نہیں تھی وہ ایک سو پچاس کلومیٹر کی سپیڈ سے گاڑی چلا کر لاہور کی حدود میں داخل ہوا تھا ایک تو سردی اوپر سے یہ مسلسل برستی بارش اوپر سے سونے پہ سہاگہ دھند اتنی بڑھ گئی تھی کہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بے ساختہ ذہن کے منظر پر کوئی پرانی یاد تازہ ہوئی تھی۔

"حنان دیکھیں کتنی تیز بارش ہو رہی ہے۔"

نورے کی چہکتی ہوئی آواز حنان کے کانوں میں گونجی تھی وہ ناک کیے بغیر ہی اُسکے کمرے میں آگئی تھی۔

"مجھے بارش نہیں پسند مجھے تنگ مت کرو۔" بے حد روکھے اور خشک لہجے میں اس نے نُور کی خوشی خاق کی تھی۔

"تو کیا ہوا مجھے تو بہت پسند ہے۔اور جو چیز نورے حیدر کو پسند ہے وہ حنان سکندر کو بھی پسند ہونی چاہیئے۔"

کیبورڈ پر چلتی حنان کی انگلیاں تھم گئی تھیں کیا استحاق تھا کیا رعب تھا جیسے وہ واقعی ایسے کرنے کا پابند ہو۔

نظر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی آٹھ سالہ دوست کو دیکھا تھا یوں کہ پہلی دفعہ بات کرنے کی پہل حنان نے کی تھی لیکن اس بات کو دوستی کا نام ماہِ نُور صاحبہ نے دیا تھا۔

ہاتھ پیچھے پر بندھے بلو بیگی جینز پر وائٹ فرل ٹاپ پہنے اسے اپنی پسند نہ پسند بتا رہی تھی۔

بالوں کو ہمیشہ کی طرح کمر پر کھلا چھوڑے ان پر بو لگائی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہونٹوں کے کنارے ہلکی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

حنان کو وہ بچی اچھی لگتی تھی وہ خوامخواں کسی کو ایمپریس نہیں کرتی تھی،اور شاید اس لیے بھی کے اُس نے کہا تھا کہ حنان اُسکا واحد بیسٹ فرینڈ ہے،اور حنان کو یہ بات کیوں اچھی لگتی تھی اُسے نہیں پتہ تھا۔

"آپ میرے ساتھ چل رہے ہیں یہ میں آغا جان کو آپکی شکایت لگاؤں؟"

بس جی ہو گیا کام ابھی اُس نے اُسے اچھی بچی سمجھا تھا اور ابھی ہی محترمہ نے بم پھوڑ دیا۔

"نُور میں اپنا کام ختم کرنا چاہتا ہوں پلیز ابھی ڈسٹرب نہیں کرو۔"

"ہنہ۔آپ سے اچھے تو زیدان ہیں کم از کم وہ میری بات تو سنتے ہیں۔"

"زیدان بھائی ماہِ نُور۔" نہ چاہتے ہوئے بھی حنان کا لہجہ سخت ہوا تھا وہ چودہ سال کا بچہ تھا اُسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اُسے نُور کا خالی زیدان کہنا برا لگا تھا یہ اُسکا اپنی باتیں زیدان کو بتانا۔

"آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟" حیرت سے آنکھیں چھوٹی کیے اب وہ سوال کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سمجھا رہا ہوں وہ بڑا ہے تم سے بھائی بولا کرو اُسے۔"

"انہوں نے خود مجھے کہا تھا کہ میں انہیں صرف زیدان کہا کروں۔" معصومیت سے آنکھیں جھپکا جھپکا کر اپنا مدعہ بیان کیا تھا۔

"اور مجھے یاد آیا۔" لہجے کو پر سوچ بناتے ہوئے وہ حنان کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی تھی۔

"آپ بھی تو مجھ سے بڑے ہیں پھر تو مجھے آپکو بھی بھائی کہنا چاہیے ہے نہ؟"

دونوں ہاتھ کمر پر رکھے اب وہ جواب مانگ رہی تھی۔

حنان کو احساس ہوا تھا وہ نہ صرف حاضر جواب بچی تھی بلکہ موقع پر سامنے والے کی زبان بند کرنا بھی خوب جانتی تھی۔

"میں تو بیسٹ فرینڈ ہوں نہ؟"

www.novelsclubb.com

نورے نے گھور کر حنان کو دیکھا تھا۔ بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے چودہ سال کا ہونے کے باوجود قد کاٹھ کی بدولت بڑا لگتا تھا، اور بقول نُور کے حنان کی آنکھیں میسمرائز کرتی ہیں۔

"مگر میں آپ سے ناراض ہوں اس لیے آپ میرے بیسٹ فرینڈ نہیں ہیں۔۔"

....

"اللہ اللہ کیسا زمانہ آگیا ہے ہائے ربا بس یہی دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔"

کریمن بی اپنا سر پیٹتی ہوئی شور مچا رہی تھیں۔

"یہ کیا ستم کر دیا ہم پر اللہ غارت کرے کیسے اپنے کمرے میں پڑی سو رہی ہے۔"

"بوا ہوش میں آئیں کیا شور مچا رہی ہیں کس کو بددعائیں دے رہی ہیں؟"

مریم جو اپنی دھن میں اپنے کمرے سے ہاسپٹل جانے کے لیے نکل رہی تھی بوا کی آواز اور ایمبولینس کا سائرن سنکر ہول گئی تھی۔

"ارے مریم بی بی ہم لٹ گئے برباد ہو گئے اس لڑکی نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔"

"کریمن بوا میرا ضبط نہ آزمائے سیدھی طرح بتائیں کیا ہوا ہے۔"

"پہلے اس لڑکی نے آپکا گھر برباد کر دیا اور اب۔"

"زبان کو لگام دیں بوا جانتی بھی ہیں کس کے بارے میں بات کر رہی ہیں؟ کیا اس لڑکی لگار کھا ہے بھول گئی ہیں بیٹی ہے وہ اس گھر کی؟؟"

"بی بی میری زبان تو بند کروالیں گی دنیا والوں کا موں کیسے بند کروائیں گی؟"

"مس ماہِ نُور کو بلائیں ہم انہیں اریسٹ کرنے آئے ہیں۔"

اس سے پہلے مریم کچھ مزید سخت بولتی کانوں میں پولیس آفیسر کی آواز گونجی تھی۔۔اور مریم ساکت رہ گئی تھی۔۔

"آپ لوگ پاگل تو نہیں ہو گئے؟ اور کس کی اجازت سے گھر میں داخل ہوئے ہیں؟ کس جرم میں گرفتار کرنے آئے ہیں؟"

"فرید فرید۔ نکالو انہیں یہاں سے۔"

"آرام سے مریم بی بی ہم پولیس والے ہیں آپکے گھر کے ملازم نہیں۔"

"ہم آپکی ڈئیر کزن کو آپکے دادا کے قتل کے الزام میں گرفتار کرنے آئے ہیں۔"

کوئی بم تھا جو مریم کے سر پر آ گرا تھا۔

"What rubbish??"

" جانتے بھی ہیں کس کے گھر میں کھڑے ہیں اور کس کی گرفتاری کی بات کر رہے ہیں؟"اُس نے یہ جیسے سنا ہی نہیں تھا کے بات اُسکے دادا کے قتل کی ہو رہی ہے۔وہ بس نُور کی گرفتاری کی بات پر ہی اٹک گئی تھی۔اُس سے لاکھ اختلاف صحیح لیکن وہ دونوں ساتھ پلی بڑھیں تھی بہنوں جیسی تھی کوئی کیسے اُسکی بہن کی تذلیل کر سکتا ہے؟؟؟

"مجھے جہاں تک خبر ملی ہے اُسکے مطابق تو آپکو اس وقت ماہِ نُور کی سب سے بڑی مخالف ہونا چاہیے نہیں؟"

"تایاابّا بابا دیکھیں یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں اور یہ دادا؟"

"دادا کو کیا ہوا ہے؟؟؟ کچھ بولیں نہ؟ بابا؟"

حیدر صاحب کی میت رکھی جارہی تھی گھر میں جیسے ایک دم سنّاٹا چھاگیا تھا موت کے بعد کا سنّاٹا۔۔

"نہیں ہم نے بلایا ہے مریم اور جس دادا کو دیکھ رہی ہو نہ اسے کسی اور نے نہیں بلکہ اس لڑکی نے مارا ہے جسکی تم حمایت کر رہی ہو۔"

"آپ۔آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں تایاابّا نُور بیٹی ہے آپکی عزت ہے اس گھر کی کم از کم میت کا ہی لحاظ کرتے آپ لوگ کیسے کر سکتے ہیں اس طرح خدارا رحم کریں ایسا مت کریں۔"

وہ باقاعدہ ہاتھ جوڑرہی تھی وہ نُور سے ناراض تھی اُس پر غصّہ بھی تھی لیکن وہ خود ایک لڑکی تھی وہ جانتی تھی پولیس تو اچھے اچھے مردوں کو نہیں چھوڑتی ان پر رحم نہیں کرتی وہ تو پھر ایک لڑکی ہے اور لڑکی بھی وہ جس میں دادا اور مریم کی جان بستی ہے۔۔۔

••••••••••••••••••••••

"نُور۔ نُور اٹھو نُور۔" شاہ میر باقاعدہ جھنجھوڑتے ہوئے نور کو اٹھا رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے شاہ میر کیوں شور مچا رہے ہو؟؟" وہ ابھی تک نیند میں تھی۔ لاعلمی بھی نعمت ہوتی ہے۔۔

"نُور تم پلیز یہاں سے بھاگ جاؤ پلیز نُور تم۔ تم جاؤ یہاں سے پلیز اٹھو نُور"۔ وہ کئی سال چھوٹا تھا اسے بس اپنی بہن کو بچانے کے لیے یہی ٹھیک لگا تھا۔۔

"پلیز نور۔۔ میں تمھیں کھونا نہیں چاہتا۔" وہ پندرہ سولہ سالہ لڑکا شدّت جذبات سے اپنی بہن سے لپٹ گیا تھا۔۔

"شاہ میر تم۔ تم کیوں رو رہے ہو؟ کیا۔ کیا ہوا ہے؟؟"

"بتاؤ نہ پلیز؟؟" ماہِ نُور کا دل کسی اَنہونی کے تحت دھڑکا تھا۔

"نُور وہ بابا۔۔"

"ہاں بتاؤ؟ کیا بابا؟ وہ ٹھیک ہیں؟ کہاں ہیں وہ؟ بتاؤ کچھ تو بولو؟؟"

"بابا۔ ہمیں چھوڑ کر۔ چلے گئے نُور۔۔" ہچکیوں کے درمیان وہ بمشکل بات پوری کر سکا تھا۔۔

سانس رکی تھی دل پر کسی نے بھاری اینٹ رکھدی تھی۔

"تم۔ تم جھوٹ بول رہے ہو نہ؟؟ ک۔ کیا ہر وقت فضول مذاق کرتے رہتے ہو؟؟ یہ کوئی مذاق ہے کرنے والا؟؟ دور ہٹو مجھ سے میں خود جا کر دیکھتی ہوں۔ بابا آ گئے ہونگے مجھے بلا رہے ہونگے۔۔"

وہ اس وقت ڈنائل اسٹیٹ میں تھی۔ (ڈیفینس میکنزم) سائکولوجی کی ٹرم ہے جس میں کسی سچویشن سے بچنے کے لیے ہمارا دماغ اسے استعمال کرتا ہے۔۔

"سب کہہ رہے ہیں بابا کو تم نے۔۔ تم نے تو کچھ نہیں کیا نہ نورے؟"

وہ جو نیچے جانے کے لئے پاؤں زمین سے نیچے رکھ رہی تھی اُس نے پلٹ کر شاہ میر کو دیکھا تھا۔۔

چوری اتنی جلدی پکڑی جائیگی ؟اُسے تو اندازہ ہی نہیں تھا۔

اسنے اپنی نظریں جھکا لیں تھی کہیں شاہ میر اُسکی آنکھوں کو نہ پڑھ لے۔۔

"ڈیڈی کہہ رہے ہیں بابا کو تم نے م۔"

"شاہ میر۔۔"وہ بدق کر پیچھے ہٹی تھی شاہ میر کی بات اُسکے منہ میں ہے رہ گئی تھی۔۔

"تم پاگل۔ہو گئے ہو شاہ میر تم نے یہ سوچا۔بھی کیسے ؟؟"

"میں میں یہ سب کیسے کر سکتی ہوں ؟؟میں۔نہیں۔میں خود جاؤنگی نیچے۔۔"

"نُور رکو تم نہیں چل سکتیں رکو۔۔"

شاہ میر اُسے روکنے اُسکے پیچھے اٹھا تھا۔۔

زخم بری طرح خراب ہو گیا تھا پٹی بندھی ہونے کے باوجود اس میں سے بار بار خون رس رہا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"میں نہیں رک سکتی مجھے جانا ہے۔"اُسکا ہاتھ شاہ میر کے ہاتھ میں تھا۔۔

"ماہِ نُور یہیں ٹھہر جاؤ۔۔" یہ حسن کی آواز تھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔۔

"حسن دیکھو۔ دیکھو شاہ میر کیا کہہ رہا ہے؟ کہہ رہا ہے؟ کہہ رہا ہے
بابا چلے گئے؟ بتاؤ اسکو بابا اپنی نورے کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہے نہ؟"

اُمید سے پوچھ رہی تھی کہ شاید حسن کہہ دے ہاں بابا کو کچھ نہیں ہوا۔

"بولو نہ حسن کہو شاہ میر جھوٹ بول رہا ہے بتاؤ میں۔ نے بابا کو نہیں مارا کچھ تو بولو حسن۔۔" وہ باقاعدہ اب حسن کا گریبان پکڑ کر سوال کر رہی تھی۔۔

"شاہ میر سچ کہہ رہا ہے نورے بابا نہیں رہے اس دنیا میں۔۔"

"تم سب جھوٹے ہو۔ تم سب جلتے ہو بابا مجھ سے محبت کرتے ہیں نا اس لئے، وہ مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہیں؟؟ وہ کیسے؟؟"

وہ بلک کر رو دی تھی یہ شاید واحد طریقہ تھا اپنا گلٹ چھپانے کا۔۔

"ماہِ نُور بچے پلیز صبر کرو ہمیں ہمت سے کام لینا ہو گا سنبھالو خود کو نیچے پولیس کھڑی ہے اور بھائی کا نمبر مسلسل بند آرہا ہے۔میں تمہیں یوں نیچے نہیں جانے دے سکتا، پلیز سمجھو۔۔"حسن کی بے بسی کی انتہا ہوئی تھی وہ کم از کم اس طرح اُسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا، وہ بہنوں کی طرح تھی اور یوں اُس پر ایک کے بعد ایک مصیبت آئے جا رہی تھی۔۔

"پولیس؟؟"اُسکا سانس رکا تھا۔۔وہ بستر پر دُھپ سے بیٹھ گئی تھی یوں جیسے اُسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہو۔۔

"ہاں پولیس۔۔"

"پولیس کیوں آئی ہے؟"ہمت جمع کر کے سوال کیا تھا اور آواز اتنی ہلکی تھی کے بمشکل حسن سن پایا تھا۔۔

"بابا کا ہارٹ فیل ہوا ہے، اور ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اُنکے کینولا میں انجیکشن انجیکٹ کیا گیا ہے۔"

"انجیکشن؟؟"آپ نے اچھا نہیں کیا۔سزا تو ملنی چاہیئے نہ؟

"ہاں۔۔"

"زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا؟ پولیس آئیگی؟"

"شور مچے گا بس؟"

"اور پوچھ گچھ میں شک کی بنا پر تمہیں نام زد کیا ہے۔۔"

"نہ نہ نہ یوں معصوم شکل نا بنائیں۔۔"

"سارے گھر والوں کو شک ہے کہ بابا کو کسی اور نے نہیں بلکہ تم نے انجیکشن انجیکٹ کیا ہے۔۔ کیوں کہ۔۔"

"کیوں کہ کیا؟" آواز کسی کھائی میں سے ائی تھی۔۔

"کیوں کہ تم بھائی سے نکاح پر خوش نہیں تھیں۔۔"

"دو چار دن اگر جیل میں گزارنے بھی پڑے تو کونسی بڑی بات ہے۔"

"لیکن یاد رکھیں یہ نکاح ہر صورت ختم ہو گا۔۔"

اُسکی قسمت کا چمکتا ہوا ستارہ ایک دم ماند پڑ گیا تھا۔۔ایسا بھی ہونا تھا اُسکے ساتھ۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جو آپکو آتا ہے وہ آپ کی جان ہمیشہ بچاتا رہے گا خود کو پہچانیں مس سلطان

لاشعور کی آواز کانوں میں گونجی تھی اور فیصلہ لمحوں میں ہوا تھا۔۔

"تو پھر ایک کام کرتے ہیں حسن، یہ تماشا نیچے چل کر سب کے ساتھ دیکھتے ہیں۔" ہاتھوں سے چہرے کو صاف کرتے ہوئے وہ ہمت جمع کرتی اٹھ گئی تھی۔۔

"ماہِ نُور تم ہوش میں ہو بھی یہ نہیں؟؟" حسن کو اُسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔۔

"ہوش میں ہی تو آئی ہوں۔" وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں مبتلا تھی۔۔

"عقل سے کام لو نُور یہ کوئی فلم نہیں ہے،اور بھائی کے آجانے تک تم میری ذمے داری ہو اس لیے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔"

"میرا نکاح حنان سے ہوا ہے حسن تم سے نہیں،اور جس نے اپنے نکاح میں لیا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذمے داری خود اُٹھائے اور نہیں اٹھا سکتا تو خود کو اور مجھے اس رشتے سے آزاد کردے ۔۔"

www.novelsclubb.com

"اور ایک بات حسن اس کمرے میں بند رہنے سے طوفان ٹل جائیگا؟"

"یہ پولیس واپس چلی جائیگی؟" لہجہ سپاٹ تھا اور چہرے کے تاثرات کسی طوفان کا عندیہ دے رہے تھے۔۔

"جو مرد اپنے گھر کی عزت کی حفاظت خود نہیں کر سکتا وہ مرد قابل بھروسہ نہیں ہوتا حسن۔۔"

"اور باہر جو پولیس کھڑی ہے نہ وہ بھی میرے گھر کے مردوں نے بلوائی ہے۔۔جب اپنے گھر کے مرد ہی آپکو بیچ چوراہے میں ننگے سر کھڑا کر دیں تو یوں کونوں میں چھپنے سے عزتیں بحال نہیں ہو جاتی۔۔"

وہ کیوں تھی ایسی؟ اُس پر قتل کا الزام لگا تھا، سارا گھر اُسکے خلاف کھڑا تھا اور وہ؟ وہ یوں کھڑی تھی جیسے سب نارمل ہو، کوئی بڑی بات نہ ہو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حسن الجھا تھا نُور کے الفاظوں نے کچھ دیر کے لیے حسن سے بولنے کی صلاحیت کو چھینا تھا۔۔

"میں اپنی حفاظت کر لونگی تم پریشان نہ ہو۔۔اور یوں بھی جب گھر کے مرد اپنے گھروں کی بہن بیٹیوں کو چھوڑ دیں تو اُنھیں چاہیے کہ خود پر سے نزاکت کا لبادہ اُتار دیں۔"

••••••••••••••••••••••

حنان کی آڑھائی ہوئی شال کو سر پر ڈال کر وہ دروازہ کھولے باہر نکل ائی تھی۔۔

سلطان مینشن ۳ منزلوں پر مشتمل تھا۔

فرسٹ فلور پر احمد صاحب پر انکی فیملی رہتی تھی، سیکنڈ فلور پر حبیب صاحب کی فیملی نورے اور حیدر صاحب رہتے تھے اور اوپر کامران صاحب اور اُنکی فیملی۔۔

ساتھ رہنے کا یہ رواج سلطان صاحب کے دور سے چل رہا تھا جو بعد تک بھی قائم رہنا تھا۔۔

آہستہ آہستہ شکست خورہ قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی نیچے آ رہی تھی

لکڑی کے طرز پر بنی سیڑھیوں سے اترتا ایک ایک قدم اسکو اپنے دل پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"میری بیٹی بہت بہادر ہے"۔۔آنکھوں میں نمی تیری تھی۔۔

"میں ہمیشہ اپنی بیٹی کے ساتھ رہوں گا"۔۔آنسو لڑھک کر آنکھوں سے نکلے تھے۔۔

"میری نورے ہو تم میرے دل کا ٹکڑا"۔۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر اب گالوں پر بہہ رہے تھے۔۔

"بابا مجھے ڈر لگ رہا ہے"۔۔ "بہادر بچے ڈرتے نہیں ہیں"۔۔

"بابا کیا میری امی بھی مجھے پسند نہیں کرتی تھیں؟ وہ مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں؟ آپ تو کہتے ہیں جو محبت کرتے ہیں وہ چھوڑ کر نہیں جاتے"۔۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر آنکھوں کو زور سے میچا تھا۔۔

سارے سوال ختم ہو گئے تھے کیوں کے اُنکے جواب دینے والا اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا، کچھ غلطیاں گلے کا طوق کیوں بن جاتی ہیں۔

گہری سانس لیکر آنکھیں کھولی تھیں اور سامنے کا منظر کس تاریک کے جیسا تھا سیاہ کرتا ہوا۔۔

بین کرتی ہوئی عورتیں طعنے دیتی ہوئی اُسکی تائی اور اُسکی ماں افسوس سے روتی ہوئی اُسکی چچی جہاں ہم وقت قہقہے گونجتے تھے آج وہاں صف ماتم بچھا تھا، شاندار فرنیچر سے آراستہ لاؤنج اُس وقت سفید دریوں سے بھرا ہوا تھا۔۔

مرد حضرات کسی عورت کو کوس رہے تھے پولیس والے ہم وقت ساتھ کھڑے تھے یوں جیسے اُس کے اس گناہ کی سزا پہلے ہی طے کر دی گئی ہو۔۔

سنہری آنکھوں والی اس لڑکی نے کسی اُمید کے تحت نظر گھما کر اُس شخص کو تلاش کرنا چاہا تھا جو محرم تھا اُس کا جس نے وعدہ کیا تھا جلد لوٹ آنے کا۔۔

لیکن وہ وعدے ہی کیا جو وفا ہو جائیں۔۔

اس ہی اُمید اور آس کے دوران کوئی اُس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تھا اور بہت نرمی سے اُسکے گرد بازو پھیلائے تھے یوں کہ وہ چونک کر پلٹی تھی۔ مگر یہ آنکھیں یہ سیاہ آنکھیں تھی یہ بھائی تھا اُسکا اس سے کئی سال چھوٹا لیکن قد اور جسامت میں اُس سے کی گنا مضبوط اور بڑا۔

بھائی بہنوں کے محافظ ہوتے ہیں چاہے چھوٹے ہوں یہ بڑے شاہ میر بھی محافظ بن گیا تھا وہ چھوٹا بھائی تھا اور جو مشکل میں تھی وہ اُسکی بڑی بہن تھی۔۔

وہ چاہتا تو اپنے گھر کے باقی مردوں کی اس قطار میں کھڑا ہو جاتا جہاں اُسکے گھر کے باقی مرد کھڑے تھے جو اس وقت اُس ایک لڑکی کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا وہ سب مردوں جیسا نہیں تھا وہ محافظ تھا جابر نہیں تھا۔۔

اُسے اُس کے دادا نے سمجھایا تھا کہ مرد وہ نہیں ہوتا جو اپنی طاقت اور اپنی زور آزمائی عورت کی تذلیل میں سرف کرے مرد کی مردانگی اس میں ہے کہ وہ عورت کی ڈھال بنے اُسے بتائے کہ اُسکے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور ساتھ اُسے یہ حوصلہ بھی دے میں موجود نہ بھی ہوں تو تم مضبوط ہو اپنے لیے لڑنے کی ہمت رکھتی ہو۔

تم جب تک نہیں ہار سکتی جب تک "تم خود نہ چاہو."

www.novelsclubb.com

••••••••••••••••••••••

لاہور:

ڈی ایچ اے فیز سکس سیکٹر ون میں بنی بارہ شیڈز کی یہ مین فیکٹری راکھ کا ڈھیر بنی ہوئی تھی بلڈنگ کے انفراسٹرکچر کو ایسے نقصان پہنچا تھا کہ اُسکی بھرپائی ناممکن تھی۔۔

چاروں طرف آگ کے شعلے دہک رہے تھے بارش کچھ منٹوں پہلے ہی تھمی تھی لیکن آگ نے تو جیسے قسم کھائی تھی کے کسی صورت بھی نہیں رکے گی۔۔ناجانے کتنا جانی نقصان تھا جو ہو چکا تھا۔

درجنوں کی تعداد میں لوگوں کو ایمبولینس میں ڈالا جا رہا تھا ہر طرف ڈونا ٹ کراس لکھا تھا۔۔وہ بس یہی سوچ سکا تھا کہ ایسا کیوں ہوا؟

سالوں پرانا منظر آنکھوں میں پھر واضح ہوا تھا۔۔

"مسٹر حنان بات کر رہے ہیں؟"

"جی آپ کون؟"

"سر میں وحید بات کر رہا ہوں آپکے بابا کی گاڑی کو آگ لگ گئی ہے آپ پلیز جلدی پُہنچ جائیں۔"

اپنے سامنے جلتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر حنان کو اپنا وجود بھی جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

وہ اس وقت بھی وقت پر نہیں پُہنچ سکا تھا اور آج بھی۔۔

“بابا ایک دن میں بھی آپکی طرح اپنا خود کا بزنس رن کروں گا."

“ضرور مسٹر حنان آپ ایسا ضرور کرینگے۔"

“I will make you proud one day.”

“I know my son I believe in you more than I believe myself.”

“I- am- sorry baba I disappointed you!!”

“I am no one but a loser, look what I did.”

“But I promise baba whoever did this, and whoever was the reason of your death, I will make them payback with their blood and, I mean it.”

www.novelsclubb.com

''سر۔"

''آ۔ہاں خاور کہو؟"

''سر آپ بہت دیر سے۔یہاں کھڑے ہیں آپ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ جائیں۔"

''یہ آگ جلدی بجھ جائیگی سر."

گہری سانس لیکر حنان نے خاور کو دیکھا تھا۔

''یہ آگ تو بجھ جائیگی خاور لیکن جو آگ دل میں لگی ہے وہ بربادی سے پہلے نہیں بجھے گی۔"

''خیر سگنلز کب تک کھلیں گے؟"

''سر کچھ آئیڈیا نہیں ہے آپ ہوٹل جا کر ریسٹ کر لیں؟"

''اُس کی ضرورت نہیں ہے خاور دل کچھ پریشان ہے عجیب بے چینی ہے، جیسے۔ جیسے کچھ بہت
برا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔"

''اللہ پاک اپنا رحم کرینگے سر آپ پریشان نہ ہوں."

"انشاءاللہ خاور انشاءاللہ."

••••••••••••••••••

"چلو نورے میں ساتھ ہوں تمہارے یوں ڈرو نہیں۔"

"بابا سے آخری بار مل لو۔" شاہ میر نے بہت ہمت جمع کر کے کچھ الفاظ ڈھونڈے تھے وہ ایک دم ہی جیسے بہت بڑا ہو گیا تھا۔

مگر نُور وہ چاہ کر بھی نہ ہمت دکھا پا رہی تھی نہ اپنے قدم آگے بڑھا پا رہی تھی۔

"جن سے ہم محبت کرتے ہیں انہیں کفن میں لپٹا ہوا دیکھنے کی ہمت خود میں کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟؟"

حسن ساتھ آکر کھڑا ہوا تھا اور ہمت جمع کر کے اسنے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کے احمد صاحب اُس پر چڑھ دوڑے تھے۔

"چھین لیا اس نے میرے باپ کو کس نے کہا تھا زبردستی ہاں کرنے کو؟؟"

www.novelsclubb.com

’’نہیں کرنی تھی شادی تو منا کر دیتی نہ اُن سے بدلہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟"

وہ بس یہ سوچ رہی تھی کے وہ کس کس بات پر ماتم کرے؟؟

باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والے دادا کے مرنے پر؟

حنان کے موجود نہ ہونے پر؟ یا جس نکاح کو اُسکے لیے گناہ بنا دیا تھا اُسکے ہونے پر؟؟ وہ مر کیوں نہیں گئی تھی؟؟ کیوں اُسکی ماں اسے چھوڑ گئی تھی؟؟

’’کہا تھا میں نے بابا کو نے پالیں اسے یہ وہ سانپ ہے جو وقت آنے پر اپنوں کو ہی ڈس لیتا ہے."

وہ ایسے زہر اُگل رہے تھے جیسے وہ اُسکے باپ نہ ہوں۔۔

’’ڈائین کھا گئی میرے باپ کو." احمد صاحب دونوں بازؤں سے جھنجھوڑتے ہوئے اُسے کوس رہے تھے۔

’’میں۔ن۔۔۔۔نے۔۔۔کچھ۔ نہیں۔۔ کیا۔۔۔ب۔۔ بابا۔." ہچکیوں کے درمیان وہ بس اتنا ہے بول پائی تھی۔۔

''خبر دار۔" زناٹے دار تھپڑ ماہ نُور کے گال کی زینت بنا تھا، جس نے چند سیکنڈز کے لیے ہی صحیح مگر سب کو ساکت ضرور کیا تھا۔۔

''خبر دار جو تم نے مجھے بابا کہنے کی کوشش بھی کی."

ماہ نُور کا ماضی اُسکے سامنے ایک بار پھر آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

''بابا میں نے کچھ نہیں کیا میں سچ کہ رہی ہوں پلیز مجھے یہاں نہ بند کریں پلیز بابا پلیز."

"میں آنٹی کو تنگ نہیں کرونگی بابا پلیز." چار سال کی عمر میں اُس نے وہ رات گھر کے نیچے بیسمنٹ میں گزاری تھی کیوں کہ اُسکا قصور اتنا تھا کہ وہ اپنے باپ کے پاس ڈر کی وجہ سے سونے آئی تھی کیوں کے حیدر صاحب کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔

اُس کے باپ نے اُسے اُس دِن بھی بہت مارا تھا وہ رات اُسکے ذہن پر نقش تھی۔۔

''تم جیسی بیٹی پیدا کرنے سے تو بہتر تھا تمہاری ماں مر ہی جاتی خود تو پتہ نہیں کہاں دفان ہو گئی ہے اور میرے سر پتہ نہیں کس مرد کا گناہ۔۔

"بس احمد میاں بس خبردار جو تم نے ایک لفظ بھی اور آگے نکالا."

سکندر صاحب جو ابھی پُہنچے تھے وہ احمد سلطان کی باتوں پر کھول اٹھے تھے۔۔

"جس لڑکی کی بھرے مجمعے میں تذلیل کر رہے ہو اسکو بیٹی نہیں مانتے تب بھی یہ یاد رکھو کہ وہ عزت ہے میرے گھر کی بیوی ہے میرے پوتے کی."

"ہاہاہا۔۔ واہ بھئی واہ." احمد صاحب نے جاندار قہقہہ لگا کر تالیاں بجائی تھیں۔اُنھیں شاید گھر میں رکھی میت بھی بھول گئی تھی یہ شاید اُنھیں اس سے کو سروکار نہیں تھا۔

"جس کی ماں کا کچھ اتا پتہ نہیں ہے جس نے محض بدلے کے لیے اپنے باپ جیسے دادا کو مار دیا آپ اُسکی حمایت کر رہے ہیں؟"

"افسوس آغا صاحب سد افسوس"... گردن کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے اب وہ افسوس کر رہے تھے۔۔

اس سب میں کسی کا کچھ گیا تھا یہ نہیں لیکن ماہ نُور کے لیے قیامت سے پہلے ہے قیامت آگئ تھی۔۔

www.novelsclubb.com

“دادا؟"

"جی میری جان؟"

“میری امی کہاں ہیں؟"

“میری امی کون تھیں؟"

“انکا نام کیا تھا؟"

“کیا وہ اچھی عورت نہیں تھیں؟"

“میری امی مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں؟"

“دیکھیں سب کی امیاں ہیں میری امی کیوں نہیں ہیں؟"

“کیا بابا کی طرح اُنھیں بھی میں پسند نہیں تھی؟"

سوال در سوال پر جواب ناقص عقل حیران

کہ جو یادِ ماضی تھا روبرو اُسے آپ ہم دفن کیا

••••••••••••••••••••••

لاہور:

"تحفہ قبول کیجئے حنان صاحب."

"اُمید ہے آپکو پہلا تحفہ پسند آیا ہوگا."

حنان جس نے کچھ سیکنڈز پہلے ہی ہوٹل پُہنچ کر آنکھیں بند کی تھیں وہ موبائل کی میسیج ٹون سے چونک کے کھلی تھیں۔۔

اُسے لگا تھا نُور کا میسیج ہوگا لیکن نوٹیفکیشن اوپن کرنے پر اُسکے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی۔۔

میسیج غیر شناسا نمبر سے تھا۔ بھیجنے والے نے ساتھ کچھ تصویریں بھی بھیجی تھیں۔۔

"نُور کی تصویریں.." جن میں احمد صاحب اُسے تھپڑ مار رہے تھے، پولیس والا اُسکا بازو پکڑے ہوئے تھا، پھر پولیس والے اُسے کسی مجرم کی طرح پولیس موبائل میں ڈال رہے تھے۔۔ کانپتے

ہاتھوں سے ویڈیو پلے کی تھی۔“ میں۔نے کچھ نہیں کیا۔پلیز ایک بار بس ایک بار مجھے۔ بابا۔ کو دیکھنے دیں پلیز۔ م۔۔میں نے سچ میں کچھ۔"

حنان نے ویڈیو روک دی تھی۔۔اُسکا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا اُسے لگا تھا وہ سانس نہیں لے سکے گا۔۔

“کہتے ہیں اگر کسی مرد کی کمر توڑنی ہو تو اُسکے گھر کی عزت کو رسوا کر دو وہ مرد خود منہ کے بل گر جاے گا، غیرت مند مرد کی کمزوری پیسہ نہیں ہوتا اُسکے گھر کی عزت ہوتی ہے عزت پر آنچ بھی آجائے تو مرد جیتے جی مر جاتا ہے۔"

غیر شناسا نمبر سے اب کال آرہی تھی۔۔ حنان کے ہاتھوں کی رگیں تن گئی تھی جبڑے بھینچ گئے تھے۔۔

“کیسے ہیں حنان صاحب مجھے اُمید ہے آپکو دونوں سرپرائز پسند آئے ہونگے." اسپیکر سے کسی مرد کی مقرو آواز گونجی تھی۔۔

"اور ہاں کیا خیال ہے وہ آپکا بدلہ اگر آپکی بیوی سے لیلیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے نہ؟"

"اگر میری بیوی کو ایک آنچ بھی آئی تو یہ یاد رکھنا کے تمہارا اور تمہارے پالتو کتوں کا میں وہ حال کروں گا کہ تمہاری سات نسلیں بھی یاد رکھیں گی."

"نہ نہ حنان صاحب ابھی آپ یوں دھمکیاں دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں." ٹھنڈے رہیں یوں جذباتی ہونے سے معاملات بگڑ سکتے ہیں"..

"میرے پہنچنے سے پہلے اپنی قبر کا انتظام کر کے رکھنا ورنہ خدا کی قسم میں تمہیں قبر بھی نصیب بھی ہونے دونگا۔" کال کاٹ دی گئی تھی۔۔

اور حنان وہ اس وقت جسم کاٹو تو لہو نہیں کی مثال آپ بنا بیٹھا تھا۔۔

وہ شاید الو کا پٹھا تھا جو اُسے وہاں چھوڑ آیا تھا اپنے الہام کو جھٹک دیا تھا۔۔

•••••••••••••••••••••••

"یہ رشتہ بھلے ہی جلد بازی میں باندھا ہے لیکن یقین کرو میں نے تم سے نکاح پورے خلوص نیت سے قبول کیا ہے۔" اُسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا اُسکے خون سے لت پت پاؤں کو اپنے گھٹنے پر رکھے وہ اُسے سولہ سالا حنان ہی لگا تھا۔۔

جب پہلی بار یوں بیٹھا تھا تب دوست تھا اور آج۔ آج محرم بن گیا تھا۔

"اچھی باتیں کرتا ہوں ہیں نہ؟" بہت نرمی سے اُسکے پاؤں کی پٹی مکمل کی تھی۔۔

سوچوں کا ارتکاز ٹوٹ گیا تھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اپنی قسمت پر رشک کرتی حنان کی اس بات پر کھل کر مسکراتی پوری دنیا میں اعلان کرتی کہ حنان سکندر صرف اُسکا ہے، لیکن اس وقت تو کو کھل کر مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔۔

"میں کل بھی تمہارے ساتھ تھا، آج بھی ہوں اور۔ ہمیشہ رہونگا کچھ عرصے کا فاصلہ ہمارے درمیان دوریاں پیدا نہیں کر سکتا۔" بہت نرمی سے اُسکا ہاتھ تھپکتے ہوئے یقین دلایا تھا وہ مزید کچھ بولتا کے اتنی دیر میں اُسکا فون بج اٹھا تھا۔۔

(انسان انجان ہوتا ہے اور۔ اور شاید بے بس بھی کبھی کبھی واقعی کچھ عرصے کا فاصلہ تاعمر دوری کی نوید بن جاتا ہے).

"ہاں خاور کیسے فون کیا؟" معذرت خواہ انداز میں وہ فون سننے اٹھا تھا۔

اور آگے سے جو الفاظ اُسکے کانوں نے سنے تھے انہوں نے واقعتاً حنان کو ہلا دیا تھا۔۔

اسکندر گروپ آف انڈسٹریز کی مین فیکٹری کو آگ لگ گئی تھی، بہت سے ورکرز اپنی جان سے چلے گئے تھے کچھ کی حالت خراب تھی۔

دھچکا بڑا تھا کاروبار مسئلہ نہیں تھا جو جانی نقصان ہوا تھا وہ شدید تھا۔۔

حنان کا چہرہ سیکنڈز میں سفید پڑ گیا تھا۔۔

"میں۔میں پہنچ رہا ہوں ابھی جب تک تم سنبھالو میں آرہا ہوں."

"بھائی آپ دونوں یہاں ہیں میں کب سے آپ دونوں کو ڈھونڈ رہا ہوں."

حسن جو اپنی دھن میں بولتا ہوا اندر گھسا تھا حنان کا چہرہ دیکھ کر اُسکی چلتی ہوئی زبان کو بریک لگی تھی۔

"حسن نُور کو لیکر گھر جاؤ مجھے لاہور کے لیے نکلنا ہے فوراً."

"ہیں لاہور؟؟ یوں بیٹھے بٹھائے؟ اور بھلا یوں نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر کون جاتا ہے؟؟" وہ حسن ہی کیا جو کبھی اپنی مخولیاں بند کردے۔۔

www.novelsclubb.com

،،حسن کبھی موقع کی نزاکت کو بھی سمجھا کرو ہر وقت نہ شروع ہو جایا کرو جتنا کہہ رہا ہوں اتنا کرو۔" صحیح کی ستھری ہوئی تھی حسن کی۔۔

"یہ صحیح ہے شادی سے پہلے بھی میں دیکھوں اور اب بھی نوکر ہی سمجھ لیا ہے بھیج دیں راج کماری جی کو غلام حاضر ہے۔" باندیوں کی طرح بڑبڑ کرتا باہر نکل گیا تھا۔۔

اور حنان کی نظر ماہ نُور پر پڑی تھی جس کی آنکھوں میں خوف،ڈر،اور شکوے پہلے جیسے تھے جب وہ پہلی بار اُسے چھوڑ کر جارہا تھا لیکن اس بار ان سب کے ساتھ بے یقینی بھی تھی جس نے حنان کے قدموں کو زنجیر کیا تھا۔۔

وہ آہستہ سے آکر اُسکے برابر بیٹھ گیا تھا بہت نرمی سے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔اُسکے لمس میں تحفظ تھا احترام تھا۔۔

ماہ نور کے لیے آنسوں پر بند باندھنا مشکل ہوا تھا وہ بس ٹکٹکی باندھے اپنے سامنے بیٹھے مرد کو دیکھ رہی تھی۔۔

"میں بس کچھ وقت کے لیے جارہا ہوں نُور میں پھر سے وعدہ کرتا ہوں میں بہت جلد تمہارے پاس واپس آؤنگا یہ آخری بار ہوگا، بس ایک آخری بار میرا یقین کرلو۔" اُس مرد کے لہجے میں شدّت تھی، امید تھی۔۔

"میں انتظار کرونگی." وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن بس ایک جملے میں جواب دیکر سر جُھکا لیا تھا اور اس بار جواب بھی ویسا نہیں تھا جیسا دیا جاتا تھا لیکن اُمید پھر بھی باندھ لی تھی۔۔

"میں مان رکھوں گا." اُسے خود سے لگاتے ہوئے سر چوما تھا یہ پہلا لمس تھا شاید آخری بھی دل کیا تھا وقت یہیں ٹھہر جائے اُسے اس لڑکی سے دور نہ جانا پڑے لکین پھر وہ

گہری سانس لیکر اٹھ گیا تھا۔۔دروازے پر پہنچ کر آخری بار

اُس نے سنہری آنکھوں میں دیکھا تھا۔ پتہ نہیں جاتے جاتے کیوں سبز آنکھوں والے مرد نے مڑ کر دیکھا تھا شاید کوئی الہام تھا جس نے اُس چھ فٹ مرد کے قدموں کو جکڑا تھا۔۔

لیکن پھر نظریں ہٹالی تھیں اور دروازے کا ہینڈل گھما کر باہر نکل گیا تھا۔۔

"انسان اپنے حساب سے بہت تدبیریں کرتا ہے لیکن اُسکے باوجود اپنی

تدبیروں سے ہار جاتا ہے"

وعدے جھوٹ، قسمیں خاک لفظ ڈھول، انسان راکھ۔

••••••••••••••••••••••••

"یہ سب میرے ساتھ کیوں دادا؟" حیدر صاحب کی گود میں لیٹے ہوئے سوال کیا تھا۔۔ اور حیدر صاحب اُسکے سوال پر مسکرائے تھے۔

"میری پیاری بیٹی یہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے، اللہ پاک اپنے بندے پر آزمائش ڈالتا ہے تاکہ وہ دیکھ سکے کہ کیا میرا بندہ مایوس ہو کر ہمت ہارتا ہے یا اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو کر اُسے اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے۔" نرمی سے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

طوعاً و کرہاً

خوشی سے یا ناخوشی سے۔۔

"مطلب؟" اُلجھی نگاہوں سے ایک بار پھر سوال کیا تھا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب ہم خوشی سے نماز اور قرآن کی طرف نہیں آتے، تو اللہ تعالی ہمارے لیے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں پلٹنا پڑتا ہے۔۔"

ماہ نور کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"اللہ تعالی کو پرفیکشن نہیں چاہیے بیٹے۔" ایک وقفے کے بعد حیدر صاحب نے پھر کہنا شروع کیا تھا۔۔

"وہ کوئی ظالم استاد نہیں ہے جو غلطی کی طاق میں بیٹھا ہوں کہ ادھر میرا بندہ غلطی کرے اور اُدھر میں اسکو سزا دوں، اُسے صرف اپنے بندے کی کوشش سے غرض ہے بیٹے۔"

"وہ کوشش کرنے پر اپنے بندے کے دل کو سکون سے بھر دیتا ہے۔"

اپنے اسی نرم اور محبت سے بھرپور لہجے میں وہ اُسکے دل کو سکون پہنچا رہے تھے۔۔

"جب ساری دنیا بے سکون کر دے تو اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو جانا وہ تمہارے تپتے دل میں ٹھنڈک بھر دیگا تمہارے لیے وہاں سے راستے بنائے گا جہاں تمہارا گمان بھی نہیں جا سکتا۔"

"بس تم نے ثابت قدم رہنا ہے." اُس کا ماتھا چوما تھا۔۔

منظر ہوا میں تحلیل ہوا، وہ نرم شفیق آواز تھم گئی۔۔

روشنی سے ایک دم اندھیرا ہو گیا تھا۔۔ کونے میں جھل مل کرتا بلب اُسکی آنکھوں میں تکلیف کا سبب بن رہا تھا۔۔

چھوٹا سا کمرہ تھا اندھیروں میں ڈوبا ہوا جس کی زمین برف کی سلی جتنی ٹھنڈی تھی۔۔

ماربل کے ٹھنڈے سلیب پر بیٹھے بیٹھے جھرجھری آرہی تھی۔۔

سامنے سلاخیں تھیں۔۔

"جیل کی سلاخیں."

•••••••••••••••••••••••

"کیسی ہے وہ؟؟"

"ٹھیک نہیں ہے۔۔"

"کہاں ہے۔"

"جیل میں سلاخوں کے پیچھے۔"

"ابراہیم تم؟ تم ہوش میں تو ہو؟

"سچ بتا رہا ہوں امی میری آنکھوں کے سامنے اُسکی عزت کے رکھوالوں نے اُسے بے آبرو کردیا۔۔"

"اور تم؟ تم نے کیا کیا؟"... فربہ سے صاف رنگت کھڑے نین نقوش والی عورت نے اپنے سامنے بیٹھے بیٹے سے سوال کیا تھا۔۔

وہ چھبیس سالا خوبصورت نوجوان تھا چھوٹے کٹے بال سانولی رنگت سنہری چمکتی ہوئی سمجھدار آنکھیں اُسکی آنکھیں کس قریبی سے ملتی تھیں۔۔ کھڑے نقوش وہ اپنے ماں باپ کا مکسچر تھا۔۔

"ڈاکٹر ابراہیم خان."

"میں نے؟؟"آواز کسی کھائی میں سے آئی تھی۔۔

"ہاں ابراہیم تم نے؟؟ تم نے کیا کیا؟؟"فرہبہ عورت نے احتجاج کیا تھا۔۔

"میں کیا کر سکتا تھا امی؟ میں اُس کا ماہر نفسیات ہوں مجھے کیا حق؟؟

"ابراہیم تم صرف اُسکے ماہر نفسیات نہیں ہو۔"وہ دکھ سے بولی تھیں۔۔

"میں اُسکے لیے اور باقی سبکے لیے بس ایک ڈاکٹر ہوں اماں اور کچھ نہیں۔۔"اپنی بات مکمل کرتا وہ رکا نہیں تھا بلکہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔اور پیچھے وہ عورت اکیلی بیٹھی رہ گئی تھیں۔۔

....

"جب ساری دنیا بے سکون کر دے تو اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو جانا"آواز کانوں میں پھر سے گونجی تھی۔۔

"اور اگر اللہ معاف نہ کرے تو؟ ٹھکرا دے؟" سوال کیا گیا تھا۔۔

''ایک وہی تو ہے جو سمندر کے جھاگ کے برابر بھی گناہ بڑھ جائیں اور بندہ ایک بار سچے دل سے پکارے کہ اے میرے پروردگار میں بھٹک گئی تھی مجھے معاف کردے تو وہ رب العالمین اتنا رحیم ہے کہ انسان کے گناہ ایسے دھوتا ہے جیسے نومولود بچہ ہو پاک صاف ہر گناہ سے آزاد."

''تم پکار کر تو دیکھو۔"آواز پھر آئی تھی۔۔

''ہمارے مانگنے میں کمی ہو سکتی ہے،اُسکے عطا کرنے میں نہیں۔"

وہ دو زانو زمین پر بیٹھ گئی تھی۔زخمی ہاتھ فرش پر رکھے تھے۔

جسم کو جما دینے والی ٹھنڈی زمین پر۔۔

''وہ دھتکارتا نہیں ہے بیٹے انسان پکارے اور وہ عظیم رب اپنے بندے کو خالی ہاتھ لوٹا دے یہ اُسکی شان کے خلاف ہے۔"

''اللہ."قرب،تکلیف،اذیت۔آنسو بے ربط گالوں سے نکلے تھے۔۔

''میرے پیارے اللہ."ہمت ٹوٹی تھی آواز لرزی تھی۔۔

“میں ٹوٹ گئی اللہ پاک۔" صبر ٹوٹا، ضبط ختم ہوا اور کئی سالوں سے غافل لڑکی سجدہ ریز ہو گئی

۔۔

“آپ۔آپ تو۔گواہ ہیں نہ؟؟۔آنسو سسکیوں میں تبدیل ہوئے تھے۔

“دادا۔دادا مجھے چھوڑ کر۔چلے گئے۔" وہ اپنے رب کے آگے پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔۔

“دادا کہتے تھے کہ آپ کے ہر کام میں کوئی۔نہ کوئی بہتری ہوتی ہے۔"

اُسکی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔

“مگر۔۔میں۔۔انسان۔۔ہوں۔۔اللہ۔۔میں۔۔مجھے۔۔صبر۔۔نہیں

آرہا۔۔میں۔۔کیا۔۔کروں؟؟

آزمائش، صبر، پھر، آزمائش

“آپ تو کبھی انسان۔۔کو۔اُسکی برداشت سے۔۔زیادہ۔نہیں آزماتے

جہاں آزمائشوں کی حد ہوتی ہے وہاں۔معجزے ہوتے ہیں۔۔"

"ہے نہ ؟؟" وہ ایسے باتیں کر رہی تھی جیسے اُسے ہر سوال کا جواب مل رہا ہو۔۔

"میرے پاس کوئی ایک عمل ایسا نہیں جو قابل قبول ہو۔۔"

"میں سراپا گناہ ہوں، لیکن آپ تو رحیم ہیں۔۔" جن سے ہم محبت کرتے ہیں جب وہ لوگ اُس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو انسان یونہی بھر بھری ریت کی مانند بکھر جاتا ہے۔۔

"رحم کریں مجھے معاف کردیں، میرے لیے آسانی کردیں۔"

"میرا دل بے چین ہے، رسوائی، تہمت، ذلت ایک ساتھ میرے سامنے کھڑی ہیں۔ میں یہاں سے نکل بھی گئی تو کس کے لیے قابل قبول نہیں ہوں گی۔"

وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ

"عزت اور ذلت سب تمہارے رب کے ہاتھ میں ہے"

اُسکا دل بے ساختہ دھڑکنا بھول گیا تھا لاشعور میں کسی نے آیت دہرائی تھی۔

تسلی، سکون، اطمینان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ." " شدت جذبات سے اُس نے پھر اپنے رب کو پکارا تھا رونے میں مزید تیزی ائی تھی۔۔

"میں سب کچھ ہار گئی اللہ پاک میرے پاس کچھ نہیں رہا، کچھ بھی نہیں۔"

"عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

یہ نعمتوں کی حد نہیں تھی؟؟

"مجھے لوگوں نہیں توڑ دیا اللہ پاک میری زندگی مشکل ہو گئی۔"

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

"بیشک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔"

ایک بار پھر کسی نے آیت دہرائی تھی۔۔

"یہ اللہ میں اس قابل نہیں مجھے معاف کر دیں۔" یہ اُسکی آخری حد تھی وہ کوئی فرشتہ نہیں تھی

وہ عام سی گنہگار بندی تھی جو اپنے رب کو اپنے غم سنا رہی تھی۔

اور اُسکے عظیم رب نے اُسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا تھا۔۔

''اُسکے دل کو پر سکون کر دیا تھا، اُسکے دل نے یقین کر لیا تھا کہ یہ مشکل وقتی ہے جلد ختم ہو جائے گی اور اُسے جو سکون حاصل ہو گا وہ دائمی ہو گا۔"

''بس اُسے ثابت قدم رہنا ہے۔"

(اگلی قسط انشاءاللہ اگلے مہینے، دعاؤں کی طالب مناہل افضال)

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: